سورة الاحقاف

Chapter 46

The valley of Sand-dunes in ancient yeman where the people of Aad lived

آیات 35

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾

1-حا یعنی حلیم یعنی اللہ وہ جو معاملات کی باریکیوں کے مطابق سنورنے کے لئے خطا کاروں کو مہلت فراہم کرنے والا ہے۔م یعنی حکیم یعنی اللہ وہ جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست و نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔(یہ اس کا ارشاد ہے کہ)!

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾

2-یہ کتاب (یعنی قرآن) اس اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو لامحدود قوتوں و غلبے والا ہے اور لامحدود حکمت کا مالک ہے۔

مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَمَّاۤ اُنۡذِرُوۡا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾

3-(اس ضابطۂ حیات کو نازل کرنے والا اللہ کہہ رہا ہے کہ) ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (یونہی تخلیق نہیں کر دیا، بلکہ) ایک حقیقت کے ساتھ اور مقررہ مدت تک کے لئے تخلیق کیا ہے (اور اس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہر عمل اپنا ٹھیک ٹھیک نتیجہ پیدا کرے، 45/22)۔لیکن جو لوگ نازل کردہ حقیقتوں سے انکار کرتے ہیں، انہیں جب آگاہ کیا جاتا ہے کہ تمہاری غلط روش کی وجہ سے تم پر تباہی آجائے گی تو وہ اس سے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَہُمۡ شِرۡکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیۡتُوۡنِیۡ بِکِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ ہٰذَاۤ اَوۡ اَثٰرَۃٍ مِّنۡ عِلۡمٍ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۴﴾

4-ان لوگوں سے کہو! کہ جن سے تم اللہ کے سوا دعائیں مانگتے ہو، کیا تم نے کبھی (ان کے متعلق) غور بھی کیا ہے؟ (اور کیا تم) مجھے دکھا سکتے ہو کہ انہوں نے زمین میں کیا کچھ تخلیق کیا ہے؟ یا انہوں نے آسمانوں میں کس چیز میں شرکت کر رکھی ہے؟ (لیکن اگر اپنے اس عقیدے) میں تم سچے ہو تو (اس کی تائید میں) اس سے پہلے کسی نازل شدہ کتاب کی سند لاؤ یا

کوئی علمی دلیل پیش کرو۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾

5-اور(ان سے کہو کہ)اس سے زیادہ راہ گم کر دینے والا اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان سے دعائیں مانگے جو قیامت کے دن تک بھی ان کو جواب نہ دے سکیں۔(حتیٰ کہ)انہیں اس کا بھی علم نہ ہو کہ ان سے دعائیں کون مانگ رہا ہے۔

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۶﴾

6-اور جب(قیامت کے دن)انسانوں کو جمع کیا جائے گا(تو جن سے دعائیں مانگی جاتی تھیں)وہ(دعائیں مانگنے والوں)کے دشمن کی حیثیت سے آئیں گے اور(ان سے صاف کہہ دیں گے)کہ ہم نے اس سے کبھی نہیں کہا تھا کہ ہماری اطاعت و پرستش کرو۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾

7-اور جب ان کے سامنے ہماری آیات واضح دلائل کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں جبکہ وہ(قرآن کی صورت میں)ان کے پاس آ چکی ہیں تو جو سچائیوں سے انکار کرنے والے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں! کہ یہ تو کھلا کھلا جادو ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۸﴾

8-بلکہ وہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں! کہ اس(قرآن کو رسولؐ نے)خود ہی گھڑ لیا ہے(اور اللہ سے منسوب کر دیا ہے)۔ ان سے کہو! کہ اگر میں نے اسے خود ہی بنا لیا ہے تو تم میں میرے لئے کچھ بھی طاقت نہیں کہ مجھے اللہ سے بچا سکو۔(مگر یاد رکھو کہ)اس(قرآن)کے متعلق تم جو باتیں بناتے ہو تو اُن کا اُسے پورا پورا علم ہے۔اور میرے اور تمہارے درمیان وہ ان(حقائق)کی گواہی دینے کے لئے کافی ہے۔(یاد رکھو کہ)وہ تباہیوں سے محفوظ کر کے ہر اس کو اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے جو اس کی حفاظت میں آنا چاہتا ہے(الغفور)اور وہی سنورنے والوں کی بتدریج مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۹﴾

9-(اے رسولؐ)ان سے کہہ دو کہ میں رسولوں میں سے کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔(اور جو کچھ مجھ پر نازل ہوتا ہے وہ میرے علم کی وجہ سے نہیں ہے۔کیونکہ)میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ خود میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور تمہارے ساتھ کیا

کیا جائے گا۔ (لٰہذا، جو میں کہتا ہوں یہ وہی ہے جس کا مجھے وحی کی بناء پر پتا چلتا ہے۔ اسی لئے) میں صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور (اسی وجہ سے، اے نوعِ انسان!) میرا مقصد سوائے اس کے کہ تمہیں غلط روش کے تباہ کن نتائج سے صاف صاف آگاہ کردوں اور کوئی نہیں ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾

ع 1 10 1

10-(بہر حال، اے رسولؐ! مخالفت کرنے والوں میں سے بالخصوص یہودیوں سے یہ) کہو کہ کیا تم نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ اگر (یہ قرآن) اللہ کے پاس سے ہی (نازل کردہ ہو) اور تم اس کی صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہے (تو تمہارا انجام کیا ہوگا؟)۔ حالانکہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ (یعنی موسیٰؑ) کی مِثال تھی (اُس نے اِس آنے والے کے متعلق یعنی محمدؐ کے متعلق) گواہی دے رکھی تھی۔ پھر وہ (خود بھی اس حقیقت پر) ایمان لایا ہوا تھا (کہ آنے والا نوعِ انسان کو اللہ کا آخری پیغام دے گا، 33/40)۔ مگر (اے قومِ یہود! کیا تم اپنے آپ کو اپنے رسول سے بھی بڑا سمجھتے ہو، کہ وہ تو اس حقیقت پر ایمان لایا تھا) لیکن تم تکبر کر رہے ہو (اور سرکشی پر اترے ہوئے ہو۔ مگر یاد رکھو کہ) یہ حقیقت ہے کہ ایسے لوگ جو (حقائق جان لینے کے باوجود) زیادتی و بے انصافی کرتے رہتے ہیں تو اللہ ایسی قوم کی درست راستے کی طرف رہنمائی نہیں کرتا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾

11-اور یہ لوگ (یہودی، جو اس قرآن) کی صداقت سے انکار کرتے ہیں، وہ اہلِ ایمان سے کہتے ہیں کہ اگر ہم اس میں کوئی بہتر بات پاتے (تو یہاں کے ان پڑھ اور جاہل لوگ) ہم سے پہلے اس پر (ایمان) لانے کی طرف نہ بڑھتے۔ (بہر حال، اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے) جب وہ اس سے درست راستوں کی رہنمائی حاصل کرنے سے محروم رہے، تو اب وہ کہتے پھریں گے کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے (جو اس سے پہلے بھی لوگ یونہی تراشتے تھے)۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾

12-حالانکہ ہم نے، اس سے پہلے، موسیٰ کی طرف جو کتاب نازل کی تھی، وہ بھی درست راستوں کے لئے رہنما تھی اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتی ہوئی انہیں ان کے کمال تک لے جانے والی تھی۔ اور اب یہ کتاب (یعنی

قرآن، اُنہی دعووں کو) سچ کر دکھانے کے لئے بھیجی گئی ہے جو اُس کتاب میں پیش کیے گئے تھے۔ اس کتاب (قرآن) کو نہایت واضح زبان میں (نازل کیا گیا ہے) تاکہ اس کے ذریعے ان لوگوں کو جو ظالم ہیں یعنی جو دوسروں کے حقوق سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کرتے ہیں، انہیں ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر دے اور **محسنیین** کو یعنی ان لوگوں کو جو زندگی میں حسن و توازن قائم رکھنے کے لئے دوسروں کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں، انہیں ان کی بہترین روش کے بہترین نتائج کی خوشخبری دے دے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ﴿۱۳﴾

13- یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے یعنی ہمیں نشو و نما دینے والا اللہ ہے اور پھر وہ (اس حقیقت) پر قائم رہتے ہیں تو پھر یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن پر نہ ماضی کے غم نہ مستقبل کے اندیشے طاری ہوتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

14- یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ جنت میں رہیں گے، جو کہ انہیں ان کے اعمال کے نتیجے میں ملے گی جو وہ کیا کرتے تھے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾

15- اور (جنت میں لے جانے والے اعمال گھر سے شروع ہوتے ہیں، اس لئے) ہم نے انسانوں کو ہدایت کر دی ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسا سلوک کرو جو نہایت حسین ہو۔ (ذرا غور کرو کہ) اس کی ماں نے حمل کی تکلیف کو برداشت کیا اور پھر اسے جننے کی تکلیف کو برداشت کیا یعنی حمل سے لے کر دودھ چھڑانے تک تیس مہینے لگ گئے۔ (چنانچہ نشو و نما پانے والا بڑھتے بڑھتے) یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے (پھر عقل اور تجربہ کی پختگی کے بعد) چالیس سال کا ہو جاتا ہے، تو کہتا ہے کہ، اے میرے نشو و نما دینے والے! تُو مجھے اس بات کی توفیق عطا فرما کہ میں تیری رحمت کا شکر ادا کروں جس کا انعام تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا (یعنی میرے والدین پر یہ انعام کیا کہ وہ اس قابل رہے کہ میری پرورش و تربیت کرتے رہے اور مجھ پر یہ انعام کیا کہ مجھے اس قابل کر دیا کہ ان کے ساتھ حسین سلوک کر سکوں)۔ اور یہ کہ (اس کی بھی توفیق عطا کیے رکھ کہ) میں سنور نے سنوارنے والے ایسے کام کرتا رہوں جو تیری مرضی کے مطابق ہوں۔ اور میرے لئے میری اولاد کو سنوار دے (یعنی ایسے مواقع فراہم کر دے کہ ان کی درست تعلیم و تربیت ہو سکے)۔ (اور اے پروردگار!) یہ حقیقت ہے کہ (میں زندگی کے غلط راستوں کو چھوڑ کر) واپس تیری طرف آ چکا

ہوں (یعنی تیرے احکام وقوانین سے چمٹ گیا ہوں)۔اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوگیا ہوں (یعنی میں تیرے ان فرماں برداروں میں سے ہوگیا ہوں جو اپنی مرضی ختم کر کے تیری مرضی کے پیچھے پیچھے چل پڑتے ہیں)۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾

16-یہ ہیں وہ لوگ جن کے ہم وہ اعمال قبول کرلیں گے جو حسین اور بہترین ہوں گے اور جو ان سے برائیاں ہوچکیں، ہم ان سے درگزر کرلیں گے۔اور یہ لوگ ابدی مسرتوں سے لبریز باغات (یعنی جنت) میں ہونگے۔اور یہ وعدہ جو ان سے کیا گیا ہے یہ ایسا وعدہ ہے جس کی سچائی (کو جھٹلایا نہیں جاسکتا)۔

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾

17-اور (یہ بھی یادرکھو کہ) جس نے اپنے ماں باپ کے لئے کہا! اُف (یعنی میں اپنے والدین سے تنگ آ گیا ہوں، اور ماں باپ سے کہتا ہے کہ) کیا تم مجھے اس قسم کا وعدہ دیتے ہو کہ (انسان مرنے کے بعد بھی زندہ ہوگا یعنی مرنے کے بعد اپنے اعمال کا جواب دینے کے لئے، جہاں کہیں بھی ہوں گا) میں نکال لیا جاؤں گا؟ حالانکہ (میں دیکھتا ہوں کہ) مجھ سے پہلے کتنی ہی نسلیں مر مرا چکی ہیں (ان میں سے زندہ ہوتے تو میں نے کسی کو نہیں دیکھا)۔وہ (بے چارے، اس کی اس بات پر کبھی) اللہ سے فریاد کرتے ہیں (کہ تُو اسے صحیح راستہ دکھادے اور کبھی اس سے کہتے ہیں کہ) اپنے آپ کو کیوں تباہی میں ڈال رہا ہے۔(تُو حیاتِ آخرت) پر ایمان رکھ، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہو کر رہتا ہے۔مگر وہ جواب دیتا ہے کہ یہ تو صرف پہلے لوگوں کی گھڑی ہوئی کہانیاں ہیں (جو تم تک مسلسل چلی آ رہی ہیں۔کیونکہ مرنے کے بعد کوئی زندہ نہیں ہوتا)۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾

18-یہ ہے وہ (نافرمان اور گستاخ اولاد) جس کے لئے اللہ کے عذاب کی بات سچ بن کر سامنے آجائے گی۔(اسی طرح، جس طرح) ان سے پہلے جنوں اور انسانوں کی امتوں میں سے (جو اس قسم کی بُری روش پر چلا کرتی تھیں، ان کے بارے میں اس کے عذاب کا وعدہ سچ ہو کر رہا)۔حقیقت یہ ہے کہ وہ (ان میں شامل کردیے گئے) جو نقصان اٹھانے والے تھے۔

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾

19-اور (اے نوعِ انسان، اللہ کے قوانین کی اس حقیقت کو یاد رکھو کہ) ہر ایک کے لئے درجات کا تعین اس کے ان کاموں کے لحاظ سے ہوتا ہے جو وہ کرتے ہیں تا کہ ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا (بدلہ) میسر آئے۔ اسی لئے ان کے حقوق کو قطعی طور پر کم یا زیادہ نہیں کیا جائے گا نہ ان سے انکار کیا جائے گا تا کہ کسی قسم کی زیادتی و بے انصافی نہ ہونے پائے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾

ع 2/10/2

20-چنانچہ جس دن وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا تھا، جب انہیں (دوزخ) کی آگ کے سامنے لایا جائے گا (تو ان سے کہہ دیا جائے گا کہ تمہیں صرف دنیا ہی پسند تھی اور تم آخرت کو بھول چکے تھے۔ اسی لئے) تم نے اپنی آسائشوں اور خوشگواریوں کا دنیا کی زندگی میں جتنا فائدہ اٹھا سکتے تھے اٹھا لیا۔ لہٰذا، آج تمہیں جو بدلہ دیا جائے گا وہ اس عذاب کا دیا جائے گا جو ذلت اور رسوائی پر مبنی ہوتا ہے۔ کیونکہ تم (انہی خوشگواریوں اور آسائشوں کے بل بوتے پر) حق وانصاف کو چھوڑ کر زمین میں تکبر کرتے ہوئے اکڑتے پھرتے تھے۔ اور (یہ ذلت سے بھرا ہوا عذاب اس لئے بھی دیا جائے گا) کیونکہ تم اللہ کی طے شدہ نشو ونما دینے والی حدوں سے نکل کر خرابیاں پیدا کرنے کا باعث بنتے تھے۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾

21-اور (جن قوموں نے اس قسم کی غلط راہ اختیار کر رکھی تھی، ان میں سے) عاد کے بھائی (ہُودؑ کی سرگزشت) یاد کرو جب وہ احقاف کے علاقہ میں رہنے والوں کو ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرنے کے لئے آیا تھا (اور وہ کوئی نیا رسول نہیں تھا، بلکہ) اس سے پہلے (مختلف اقوام کی طرف) رسول آ چکے تھے اور اس کے بعد بھی آتے رہے جو غلط راہ پر چلنے کے خوف ناک نتائج سے آگاہ کیا کرتے تھے۔ (اور وہ کہا کرتے تھے) کہ تم اللہ کے سوا کسی کی غلامی واطاعت نہ کرو۔ (چنانچہ ہُودؑ نے اپنی قوم کے لوگوں کو تنبیہہ کی) کہ میں تمہیں حقیقی طور پر ایسے عذاب کے دن سے خوف دلا رہا ہوں جو بہت بڑا (دن) ہوگا۔ (اس لئے غلط راہوں کو چھوڑ کر درست راہ اختیار کر لو)۔

(نوٹ: احقاف۔ یہ لفظ حقف کی جمع ہے۔ اس کا مطلب ہے ریت کے لمبے اور ٹیڑھے ٹیلے۔ یہ ان ٹیلوں کا نام تھا جو حضر موت، عمان اور صحرائے رُبع الخالی کے درمیان واقع تھے۔ کہا جاتا ہے کہ قومِ عاد انہی ٹیلوں میں رہتی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ہودؑ کا وطن بھی یہی تھا)۔

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾

22-(اس کے جواب میں) انہوں نے کہا! کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے برگشتہ کردو؟ اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو (کہ ہماری روش کا نتیجہ تباہی ہے) تو پھر اسے ہم پر لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو (اس میں دیر کیوں کر رہے ہو؟)

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

23-اس نے کہا! اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے (کہ وہ عذاب کب اور کس شکل میں آئے گا۔ میرا فریضہ اتنا ہے کہ) مجھے جو پیغامات دے کر، تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، انہیں تم تک پہنچا دوں۔ لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم بڑی ہی جاہل قوم ہو (کیونکہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں، بجائے اس پر غور وفکر کرنے کے، تم اس پر اصرار کیے جا رہے ہو کہ جس تباہی سے تمہیں آگاہ کیا جاتا ہے وہ جلدی کیوں نہیں آتی)۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾

24- مگر جب انہوں نے اس (عذاب) کو بادل کی طرح اپنی وادیوں کے سامنے آتا ہوا دیکھا (تو وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور) کہنے لگے! کہ یہ بادل ایسا ہے جو ہم پر برسے گا (اور ہماری زمینیں سیراب ہو جائیں گی۔ لیکن ان میں سے کسی بصیرت والے نہ کہا! کہ یہ بارش برسانے والا بادل نہیں لگ رہا)۔ یہ تو ایک ایسی آندھی ہے جس میں الم انگیز عذاب ہے۔ اور یہ وہی ہے جس کے لئے تم جلدی مچایا کرتے تھے۔

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

25-(اور لگ یہ رہا ہے کہ) یہ اپنے رب کے حکم کے مطابق ہر شے کو تہس نہس کر دے گی۔ اور پھر (یوں ہوا کہ) ان کے ٹھکانوں کے سوا وہاں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا (اور ان میں رہنے والوں کو ہلاک کر کے رکھ دیا گیا۔ لہٰذا) اس طرح ہم مجرموں کی قوم کو (ان کے غلط اعمال کا) بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع 3 6 3

26-اور (یہ تباہ و برباد کر دی جانے والی قوم کوئی ایسی ویسی نہیں تھی، بلکہ) تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ جس قدر جاہ و جلال اور غلبہ واقتدار انہیں حاصل تھا، ویسی قدرت واستطاعت (اے اہل مکہ) تمہیں بھی حاصل نہیں۔ (اور وہ غیر مہذب اور وحشی قوم بھی نہیں تھی۔ انہیں علم ودانش کے تمام ذرائع عطا کیے ہوئے تھے، جیسے) سماعت، بصارت اور قلب

(کی صلاحیتیں انہیں حاصل تھیں)۔ لیکن ان کی یہ سماعتیں، بصارتیں اور دل ان کے کسی کام نہ آسکے، کیونکہ وہ اللہ کے احکام وقوانین کا انکار کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ ان کو اسی (عذاب) نے چاروں طرف سے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾

27-اور (ایک یہ قومِ عاد ہی نہیں بلکہ) تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہم نے تمہارے اردگرد کی (کتنی ہی) بستیوں کو اسی طرح تباہ وبرباد کرڈالا۔ حالانکہ ہم بار بار اپنے احکام وقوانین (ان کی طرف بھیج کر انہیں یاددہانی کراتے رہے) تا کہ وہ (اس درست راہ کی طرف) لوٹ آئیں (جسے چھوڑ کر وہ غلط راستوں پر چلتے رہے)۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾

28-بہر حال (تمہارے غور کرنے کی بات یہ ہے کہ) ان ہستیوں نے ان کی کیوں نہ مدد کی جنہیں اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے (اللہ کی) قربت حاصل کرنے کے لئے معبود (بنا کر مکمل اطاعت) اختیار کر رکھی تھی۔ (بلکہ جب ان پر تباہی آئی تو وہ معبود) ان سے غائب ہوگئے۔ لہٰذا، جو انہوں نے خود سے ہی عقیدے گھڑ رکھے تھے وہ مکمل طور پر جھوٹ اور بہتان ثابت ہوئے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾

29-اور (اگر انسان قرآن کی طرف متوجہ نہ ہوں تو اس کی سچائیوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ یہ سارے عالمین کی صداقتیں پیش کرتا ہے، لہٰذا، اے رسولؐ تمہیں یاد ہوگا کہ) جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو تمہاری طرف متوجہ کردیا تھا تا کہ وہ قرآن سنیں، (72/1) چنانچہ جب وہ تمہاری (مجلس میں جہاں قرآن کا بیان ہورہا تھا) آئے، تو انہوں نے (ایک دوسرے) سے کہا کہ وہ نہایت خاموشی (سے اسے سنیں)۔ پھر جب وہ بیان ختم ہوگیا تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے تا کہ انہیں ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کریں۔

قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾

30-انہوں نے جا کر اپنی قوم سے کہا! کہ ہم ایک ایسی کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد (محمدؐ) پر نازل ہوئی ہے۔

وہ اُن تمام باتوں کو سچ کر دکھانے والی ہے جو اس سے پہلے (مختلف رسولوں پر نازل ہو چکی ہیں)۔ وہ سچائیوں اور بالکل متوازن و درست طریقوں سلیقوں کی طرف جانے والے راستے کے لئے رہنمائی کرتی ہے۔

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾

31-(انہوں نے کہا) اے ہماری قوم کے لوگو! (ہمارا مشورہ یہی ہے کہ) اللہ کی طرف بلانے والے (محمدؐ) کی بات قبول کرلو اور نازل کردہ سچائیوں کے بارے میں (جو یہ بتلا رہا ہے) اسے تسلیم کرلو تاکہ تم اللہ کی حفاظت میں آکر اپنے گناہوں کے بُرے اثرات و نتائج سے محفوظ ہو جاؤ اور یوں وہ تمہیں الم انگیز تباہی سے بچالے گا۔

وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾

32- مگر (یہ بھی یاد رکھو کہ) جو اللہ کی طرف بلانے والے (محمدؐ) کی بات قبول نہیں کرے گا، تو روئے زمین پر کوئی ایسی طاقت نہیں جو اللہ کو بے بس کر سکے اور ایسے شخص کا اللہ کے سوا کوئی کارساز اور سرپرست نہیں ہوگا۔ (چنانچہ جو اس دعوت کو قبول نہیں کریں گے) تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صاف طور پر غلط راہ اختیار کر رکھی ہوتی ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٣﴾

33-(یہ بات جنوں کے اس گروہ کی سمجھ میں تو آ گئی، لیکن انسانوں میں نہ ماننے والوں سے پوچھ لو کہ) کیا انہوں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ یہ وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا اور ان کے (تخلیق کرنے سے) وہ تھکا نہیں۔ (اب ذرا سوچو کہ کیا) وہ اس پر قادر (نہیں) کہ مُردوں کو زندہ کر سکے، 50/15۔ یقیناً وہ اس پر قادر ہے۔ کیونکہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ اس نے ہر شے پر اس کی مناسبت کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں اور اُن پر اُس کا پورا اختیار ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٤﴾

34-چنانچہ جن لوگوں نے کفر کیا یعنی نازل کردہ صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اس دن انہیں (دوزخ) کی آگ کے سامنے پیش کر کے (پوچھا جائے گا کہ جو کچھ تمہیں بتایا جاتا تھا) کیا وہ سچ ثابت ہوا کہ نہیں؟ وہ پکار اٹھیں گے کہ ہاں! ہمارے رب کی قسم! (جو کہا جاتا تھا، اس کی حقیقت ثابت ہوگئی ہے)۔ جواب آئے گا! کہ اب تم اسی عذاب کا مزہ چکھو جس سے تم انکار کیا کرتے تھے۔

فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّهُمۡ‌ؕ كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَ مَا يُوۡعَدُوۡنَ ۙ لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنۡ نَّهَارٍ‌ؕ بَلٰغٌ‌ ۚ فَهَلۡ يُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾

ع 4 9 4

35- بہر حال، (اے رسولؐ) تم ڈٹے رہو اسی طرح جس طرح ہمارے دوسرے رسول جو بڑی ہمت اور ارادے کے مالک تھے (وہ نازل شدہ مقاصد کی تکمیل کے لئے) ثابت قدم رہے۔ اور تم (ان مخالفین کے انجام کے لئے) جلدی مت کرو۔ (کیونکہ سنورنے کے لئے انہیں یہ مہلت کا وقفہ دیا گیا ہوا ہے۔ لیکن اس کے بعد) جس دن یہ اس (عذاب) کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے (تو وہ محسوس کریں گے کہ اس مہلت کے عرصے میں) وہ دن کی ایک گھڑی سے زیادہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے۔ (لہٰذا، نوعِ انسان تک یہ پیغام) پہنچا دو کہ جو قوم نشو و نما دینے والی حفاظتوں سے نکل کر خرابی پیدا کرنے والے راستے اختیار کر لیتی ہے تو پھر اس کو بربادی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔